برصغیر میں اشاعت اسلام کے ذرائع

ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری*

ڈاکٹر امان اللہ بھٹی**

History of the diffusion of Islam in Sub-Continent is unique because this geographic place has undergone different means which resulted in dissemination and propagation of Islam. It has kissed the sacred feet of the companions of Prophet (pbuh). Other Conquerors also entered this area soon after. A simultaneous mode of Muslim's propagation set forth in the coastal areas of sub continent at the lands of Muslim merchants. Another significant contributor group is ascetic and mystics. Millions of Hindus were converted to Islam at the hands of Sufi Scholars. Islam got its roots in this area through all the modes of prorogation.

اسلام ہر لحاظ سے مکمل اور آفاقی دین ہے جس کی بنیاد حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر تکمیلی مراحل طے کرتی ہوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ہر قوم پر انبیاء بھیجے جنہوں نے سسکتی ہوئی انسانیت کو جام ہدایت پلایا۔ یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کی خلعت نادرہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (۱)

اس اعلان نے ایک طرف تو انبیاءؑ کے سلسلے کو بند کر دیا مگر دوسری طرف یہ ذمہ داری امت محمدیہؐ کے اوپر قیامت تک کے لیے ڈالی گئی کہ اب رشد و ہدایت کا فریضہ انہیں سرانجام دینا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر جزیرۃ العجم میں پھیلنا شروع ہو گیا اور اسلام کی کرنیں ہند کے افق تک پہنچ گئیں۔ حضرت حارثؓ بن کعب کے ساتھ ہندوستانی وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو زبان اقدسؐ سے صادر ہوا کہ:

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور

** لیکچرر، گورنمنٹ کالج شیخوپورہ

کانهم رجال الهند (۳)　　　　گویا کہ وہ ہند کے لوگ ہیں۔

توجہ طلب امر یہ ہے کہ اسلام دنیا میں کیسے پھیلا؟ اور اس سرعت کے ساتھ اشاعت اسلام کے اسباب وعوامل کیا تھے؟ اس کی بنیادی وجہ خود اسلام کی بے انتہا کشش، فطری ہم آہنگی، پیش آمدہ مسائل کے حل کی صلاحیت، اس کی تعلیمات توحید، اخوت و مساوات، رواداری پر مبنی جاذبیت اور اس کے پیروؤں کا اعلیٰ اخلاقی نمونہ تھا جس سے متاثر ہو کر بے شمار خلق خدا نے اسلام قبول کیا۔

عرصہ دراز سے یہ سوال بحث کا موضوع بنا ہوا ہے کہ کیا یہ کامیابی کسی دباؤ اور طاقت کے استعمال سے حاصل ہوئی؟ اہل یورپ نے اسلام کی توسیع کے پیچھے بنیادی سبب طاقت اور جبر کو قرار دیا۔ پروفیسر آرنلڈ کی کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' نے انیسویں صدی میں اس بحث میں ایک نئے پہلو کا اضافہ کیا اور نتیجہ یہ نکالا کہ اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں طاقت اور دباؤ کا استعمال ہوا تو ہے لیکن اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں اور عموماً یہ کام پرامن ذرائع سے انجام پایا وگرنہ دہلی اور آگرہ جو مسلم اقتدار کے مراکز تھے وہاں مسلم آبادی کا تناسب مجموعی آبادی کی نسبت کم نہ ہوتا۔

ان تمام شواہد کو دیکھتے ہوئے تاریخ کے قاری کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر وہ کون سے عوامل تھے جن کے باعث اشاعتِ اسلام کی راہ ہموار ہوئی اور وہ کون لوگ تھے جن کی تبلیغی مساعی شجر اسلام کے برصغیر میں پھلنے پھولنے میں کارآمد ہوئی؟

عرب و ہند کے تجارتی تعلقات زمانۂ قدیم سے استوار تھے اور ان تجارتی روابط کے زیر اثر ہند میں ساحلی علاقوں پر عرب تاجر آباد ہوئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مساعی جمیلہ کے ضمن میں پورا جزیرۃ العرب اسلام کے زیرنگیں آ گیا تو پھر یہی تاجر ہندوستان میں اولین مبلغینِ اسلام بنے۔ اس طرح ہندوستان کے ساحلی علاقوں کے لوگوں نے عرب تاجروں کی بلند کرداری اور شفاف کاروباری لین دین سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ عرب تاجروں کے علاوہ ایک اور گروہ بھی اشاعت اسلام کے کارخیر میں سرگرم عمل رہا اور وہ ہے صوفیاء کا گروہ صوفیاء کی داعیانہ کاوشوں سے انکار ممکن نہیں گو کہ یہ کامیابیاں کسی خطے میں کم ہوئیں اور کہیں زیادہ مگر جب بھی اشاعتِ اسلام کی تاریخ لکھی جائے گی، ان دونوں گروہوں کی کوششیں تشکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ یاد رکھی جائیں گی۔

کتب تاریخ و سیر و رجال کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ برصغیر میں اسلام صرف صوفیاء کے ذریعے ہی نہیں آیا بلکہ اشاعت اسلام میں مندرجہ ذیل عناصر نے بھی اہم کردار ادا کیا۔

اب ہم قدرے صراحت کے ساتھ ان عوامل کو دیکھتے ہیں جو برصغیر میں اشاعت اسلام کا باعث بنے۔

(الف) عرب و برصغیر کے تجارتی روابط

(ب) عرب و ہند عہد رسالت میں

(ج) مسلم نوآبادیوں کا قیام

(ح) مدارس وعلماء کا کردار

(د) صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعین کی ہند آمد

(ز) اسلام کی آسان اور رواداری پر مبنی تعلیمات کا اثر

(و) اشاعت اسلام میں صوفیاء کا کردار

(ہ) مجاہدین و امراء کا اشاعت اسلام میں کردار

ڈاکٹر احمد شلبی بھی مذکورہ بالا اسباب کو اشاعت اسلام کا باعث قرار دیتے ہیں۔

بسبب التجارة، وعن هذا الطريق، وعن طريق هجرة بعض العرب و الفرس المسلمين الى الشمال الغربى للهند، ثم عن طريق الفتوح العربية و الافغانية و التركية و المغلوية ولسهولة الاسلام ويسر تعاليمه، انتشر الاسلام انتشاراً واسعاً وسريعاً فى الهند. (۴)

تجارت کے ذریعے سے اور بعض عرب و فارس کے مسلمانوں کی شمال مغربی ہند کی طرف ہجرت سے، پھر فتوحات عربیہ اور افغانیہ اور ترکیہ اور مغلویہ کے ذریعے سے اسلام کی آسان و رواداری پر مبنی تعلیمات کی وجہ سے اسلام وسعت و سرعت سے ہند میں پھیلا۔

(الف) عرب و برصغیر کے تجارتی روابط

ظہور اسلام سے بہت عرصہ پہلے ہی عرب کے برصغیر کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار تھے۔ عرب تاجر مصر و شام کے شہروں سے چل کر خشکی کی راہ بحیرہ احمر کے کنارے کنارے، حجاز کو طے کر کے یمن تک پہنچتے تھے اور وہاں سے بادبانی کشتیوں میں بیٹھ کر کچھ تو افریقہ اور حبشہ چلے جاتے اور کچھ وہیں سے سمندر کے کنارے کنارے حضرموت، عمان، بحرین اور عراق کے کناروں کو طے کر کے خلیج فارس کے ایرانی ساحلوں سے گزر کر یا تو بلوچستان کی بندرگاہ ''تیز'' میں اتر جاتے یا پھر آگے بڑھ کر سمندر کی بندرگاہ دیبل (کراچی) میں چلے آتے تھے اور پھر مزید آگے بڑھ کر گجرات اور کاٹھیاوار کی بندرگاہ (بمبئی) اور کھمبائت چلے جاتے تھے۔ پھر

کالی کاٹ اور راس کماری پہنچتے تھے اور پھر کبھی مدراس کے کنارے ٹھہرتے تھے اور کبھی سراندیپ (لنکا) اور انڈیمان ہو کر خلیج بنگال میں داخل ہو جاتے تھے اور بنگال کی ایک دو بندرگاہوں کو دیکھتے ہوئے برما اور سیام سے ہو کر چین چلے جاتے تھے (۵) عرب جہاز راں دو راستوں سے بحر عرب کو عبور کرتے تھے۔ ایک راستہ عون سے براہ راست ملا بار، لنکا اور چین تک لے جاتا تھا اور دوسرا خلیج فارس سے گزر کر ساحل مکران کے کنارے سندھ کی بندرگاہوں تک آتا تھا اور یہیں سے بڑوچ اور ملا بر تک آتا تھا یہ سلسلہ ظہور اسلام کے بعد بھی بدستور جاری رہا۔ (٦)

ا۔ خشکی کی راہیں

خراسان اور اس سے آگے آنے والی قدیم تجارتی شاہراہوں کا سلسلہ ہند تک پھیلا ہوا تھا اور یہاں کے بڑے بڑے تجارتی اور تمدنی وثقافتی شہروں کے درمیان قافلوں کی آمد دن رات جاری رہا کرتی تھی۔

۲۔ سمندری شاہراہیں

عرب و ہندوستان کے درمیان سمندری جہازوں کے ذریعے تجارتی سامان اور لوگوں کی بہت بڑی تعداد کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ہندوستان سے عربوں کے تجارتی تعلقات زمانہ ماقبل اسلام سے دوطرفہ بنیادوں پر قائم تھے۔ یعنی عرب میں ہندوستانی مصنوعات کی منڈی تھی اور ہندوستان میں عرب سے تجارتی اشیاء فروخت ہوتی تھیں۔ مثلاً ناریل، لونگ، کالی مرچ، عود، صندل، بید، نباتاتی کپڑے، روئی کے مخملی کپڑے، زنجبیل، سندھی کپڑے، تلواریں، نیزے، بانس، ساگوان، چاول، گیہوں، عطر، سنبل، لنگیاں اور چادریں وغیرہ۔

(ب) عرب و ہند عہد رسالت میں

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک عرب کے اطراف و جوانب میں غیر ملکیوں کی بہت زیادہ آبادی تھی۔ جب اسلام کی دعوت جزیرۃ العرب میں پھیلی تو عربوں کی طرح وہاں پر آباد دوسری قوموں کو بھی اس سے واسطہ پڑا اور عربوں کی طرح عام طور پر وہ بھی مسلمان ہوگئیں۔ شمال مغرب میں شام سے متصل عربی علاقہ رومیوں کے قبضے میں تھا۔ شمال مشرق میں عراق پر شاہانِ ایران کا قبضہ تھا۔ مشرقی جنوبی عرب کا سارا ساحلی علاقہ ایرانیوں کے قبضے میں تھا۔ یمن سے مغرب کے علاقوں میں حبشہ اور زنج کثیر تعداد میں موجود تھے۔ الغرض عرب کی ان حدود پر غیر ملکی قابض و دخیل تھے اور ان کے آدمی یا نمائندے

حکمرانی کرتے تھے۔ اس طرح بعثت نبوی کے وقت عرب میں رومی، ایرانی، حبشی اور ہندی اپنے اثر و اقتدار کے ساتھ موجود تھے۔

ہندوستان کی قومیں اگرچہ عرب میں براہ راست اپنا اثر واقتدار نہیں رکھتی تھیں مگر مختلف وجوہ سے ان کی حیثیت بہت بلند تھی۔ جس میں بڑا دخل ایرانیوں کے عرب پر قبضہ کو تھا۔ ایرانی ایک طرف ہندوستان، سندھ و بلوچستان کے راجوں، مہاراجوں اور یہاں کے بڑے لوگوں کو اپنے اثر واقتدار میں رکھے تھے اور دوسری طرف عرب کے ساحلی علاقہ میں عراق سے لے کر یمن تک حاکمانہ طاقت رکھتے تھے۔ اس لیے ہندوستانیوں کو عرب کی ان حدود میں ایرانیوں کے توسط سے اقتدار نصیب ہوا اور ایران کی فوج ''اساورہ'' میں ہندوستان کے بہت سے آدمی شامل ہو کر عرب میں رہنے لگے۔ ہندوستان اور عرب کے قدیم تجارتی تعلقات کے بعد ایران کے توسط سے اس حاکمانہ تعلق نے ان میں عرب سے مزید دلچسپی پیدا کر دی اور یہاں کے لوگ ہندوستانی اشیاء کی تجارت عرب کے جہازوں اور کشتیوں پر ملازمت اور عرب میں آباد ہو کر وہاں کی اقامت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ جس کے نتیجے میں عہد رسالت میں عرب کے اندر ہندوستانیوں کی مختلف قومیں اور جماعتیں رہنے لگیں۔ جنہیں عرب کے باشندے اپنی زبان میں مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے۔ عرب میں آباد ہندوستانیوں کو زط، اساورہ، سیابجہ، احامرہ، مید، بیاسرہ اور ٹھاکر وغیرہ کے ناموں سے موسوم کیا گیا۔ کسی ملک و علاقے کے آدمیوں کو اتنے زیادہ نام ولقب سے یاد کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ وہاں ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ ہر طرف مشہور تھے۔ ان میں سے پانچ مشہور کا مختصر اً تعارف پیش کیا جاتا ہے:

(i) زط: سندھ کے سیاہ رنگ کے لوگ جو ہندوستانیوں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے ''الزط جیل اسود من السند ...... وقیل الزط اعراب جت بالھندیہ وھو جیلمن اھل الھند''(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے زط کے معنی جاٹ ثابت ہوتے ہیں گویا کہ وہ آدمی قوم جاٹ سے ہے۔ ''واما وسی فادم جسیم سبط ...... کانہ من رجال الزط ''(۸) ۱۰ ہجری میں نجران سے وفد کی حاضری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ھؤلاء القوم کانھم رجال الھند. (۹) اس قوم کے لوگ گویا کہ وہ رجال ہند میں سے ہیں۔

(ii) مید: برصغیر کا ایک گروہ ایرانی فوج میں بھرتی ہو کر عرب کے مختلف شہروں میں پھیل گئے ''قوم من مید الدیبل فی بوارج''۔(۱۰)

(iii) سیابجہ: جاٹوں اور مید کے علاوہ ایک اور گروہ قدیم دور سے عرب میں آباد تھا ''والسیابجہ قوم ذو

وجد من السند والهند''(۱۱)

(iv) بیاسرہ: یہ لوگ سمندری قزاقوں سے عربوں کے جہازوں اور کشتیوں کی نگرانی کرتے تھے۔''ولیاسرہ قوم بالسند وقیل جیل من السند یواجرون انفسهم من اهل السفن لحرب عدوهم''(۱۲)

(v) ٹھاکر: اس گروہ کو شجاعت و بہادری کی وجہ سے عرب میں شہرت ملی۔''القائد من قوائد السند''(۱۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ہند کا ذکر ملتا ہے۔

عن ابی هریرة قال وعدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم غزوة الهند فان ادرکتها انفق فیها نفسی ومالی، فان اقتل کنت افضل الشهداء.(۱۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ لیا۔ پس اگر آپ اسے پائیں تو اپنا جان اور مال اس میں خرچ کر دینا۔ پس اگر قتل ہو تو، تو افضل الشہداء میں ہو گا۔

تحفے تحائف کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا ہندوستان میں رواج تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ کی شہرت معلوم ہونے کے بعد ہندوستان کے ایک راجے نے آپ کی خدمت میں تحفہ بھیجا''اهدی ملك الهند الی رسول الله جرة فیها زنجبیل''(سونٹھ کا ایک گھڑا)۔(۱۵)

ہندوستانی وفد کی حضرت حارثؓ بن کعب کے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری ہوئی تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا:''کانهم رجال الهند'' گویا کہ وہ ہند کے لوگ ہیں۔(۱۶)

(ج) مسلم نو آبادیوں کا قیام و کردار

نہ صرف یہ کہ ہندوستان کے لوگ عرب میں آباد تھے بلکہ عرب کے لوگ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں مسلم نو آبادیوں کی صورت میں موجود تھے۔ اعجاز الحق قدوسی ملابار کو اسلام کا سب سے پہلا مرکز خیال کرتے ہیں کیونکہ ملابار کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں حجاز و یمن اور مسقط کے تاجروں کے ساتھ تعلقات رکھتی تھیں اور یمن و حجاز کے تاجر بغرض تجارت یہاں آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حال اسی زمانے میں ملابار میں معلوم ہو چکا تھا۔(۱۷) جب عربوں نے اسلام قبول کیا تو عربوں کی نو آبادیاں اس وقت بھی ہندوستانی ساحل پر، کبھی بلا شرکت غیرے اور کبھی ایرانیوں کے اشتراک سے قائم ہو چکی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ

پیغمبر اسلام کی بعثت کے بعد چند سال کے اندر ہی اسلام اس برعظیم میں داخل ہو چکا تھا۔ اغلب ہے کہ عربوں کے تبدیلی مذہب کے بعد ہندوستانی ساحل کی یہ عرب نو آبادیاں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا مرکز ہو گئی ہوں چونکہ اسلام نے زندگی کے متعلق، عربوں کے ذہنی رجحانات اور عملی طور طریقوں میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ اس لیے ظاہر ہے کہ عرب تاجروں کا تبدیلی مذہب ہمسایوں کی توحید کو جذب کیے بغیر نہ رہ سکا ہوگا۔(۱۸) اس نقطہ نظر کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ان نو آبادیوں کے ذریعے بیرونی تجارت مقامی آبادی کے لیے آمدنی کا ذریعہ تھی۔(۱۹) سید سلیمان ندوی کے خیال میں عربوں کے قبول اسلام کے بعد عرب نو آبادیوں نے زیادہ اہمیت حاصل کر لی تھی۔ اس کی وجہ وہ حکمران تھے، جن کی خوشحالی میں عربوں کا حصہ تھا۔(۲۰)

ان نو آبادیوں میں رہنے والے مسلمانوں کو مساجد بنانے، باجماعت ادا کرنے کی سہولتیں میسر تھیں ان کی آبادی مسلسل بڑھتی چلی گئی۔ یہ آبادی غیر ملکی افراد پر مشتمل نہ تھی بلکہ اس میں بہت سے عرب آبادکاروں نے مقامی عورتوں سے شادیاں کر لی تھیں۔ ان سے ہونے والی اولاد ظاہر ہے مسلمان ہوتی۔ اس کے علاوہ یہ تاجر دیسی نژاد بچوں کی ایک تعداد کو اپنی پرورش میں لے کر، انہیں جہاز رانی کی تربیت دیتے۔ عرب عموماً اونچی ذات کی ''نائر'' عورتوں سے شادیاں کرتے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان تاجروں کو جنوبی ہند میں باوقار مقام حاصل تھا۔(۲۱)

جس جگہ کہیں کسی مسلمان کا گزر ہو گیا وہاں مذہب اسلام قائم ہو گیا۔ چین اور افریقہ ہائے متوسط اور روس جہاں عرب کبھی ملک گیروں کی حیثیت سے نہیں گئے بلکہ تاجروں کی صورت میں گئے۔ اس وقت کروڑوں مسلمان وہاں موجود ہیں۔(۲۲)

ابتدائی دور میں سندھی اور سندھ میں مقیم عرب تاجر تجارت کی غرض سے دور دراز ملکوں میں جاتے تھے اور تجارت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فیرضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ موجودہ دور کی جدید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ انڈونیشیا میں ان سندھی تاجروں کی وجہ سے دین اسلام کو فروغ حاصل ہوا اور انڈونیشیا کے باشندے دین اسلام میں داخل ہوئے۔ ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت میں مبلغین اسلام کا سفینہ کراچی کے ساحل سے گزرتا ہوا، انڈونیشیا کے شمالی علاقہ سماترا جزیرہ کے انتہائی شمالی سرے ''آچیہ'' میں پہنچ کر لنگر انداز ہوا تھا اور وہاں اعلائے کلمۃ الحق کیا تھا۔(۲۳)

(د) صحابہ، تابعین و تبع تابعین کی ہندوستان میں آمد

برصغیر مرکز اسلام سے دور ہونے کے باوجود آغاز اسلام میں ہی اس سے آشنا ہو گیا تھا اور اس کی صدائے بابرکت اس وسیع خطہ ارضی میں گونجنے لگی تھی۔ اس خطہ میں صحابہ اکرام کا اولین کارواں اور حاملین تہذیب اسلامی کا پہلا قافلہ وصال نبی کے چوتھے سال ہی وارد ہو چکا تھا۔ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ محمد بن

قاسم نے ہندوستان پر پہلا حملہ کیا تھا حالانکہ یہ بات تاریخی لحاظ سے درست نہیں۔ محققین کے خیال میں پچیس صحابہ مختلف ادوار میں برصغیر تشریف لائے، جس میں سے بارہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں، پانچ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں، تین حضرت علیؓ کے عہد میں، چار حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں اور ایک یزید بن معاویہ کے دور میں آیا۔ بعض مورخین کے نزدیک ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ ان میں سے چند ایک کا مختصر تعارف وسرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ا۔ عہد فاروقی

☆ عثمان بن ابوالعاص ثقفیؓ:

۱۴ ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بصرہ وکوفہ میں دو چھاؤنیاں تعمیر کروائیں تو بعض صحابہ کے مشورے سے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو طائف سے بلا کر بصرہ کا معلم مقرر فرمایا۔ ۱۵ ہجری کو انہیں عمان اور بحرین کے علاقوں کا گورنر بنا دیا گیا۔ اسی سال حضرت عثمانؓ نے عمان میں ایک بحری بیڑا تیار کرایا اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت حکم بن ابو العاص ثقفیؓ کی قیادت میں اسے ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ اسلامی حکومت کا اولین بحری بیڑا، موجود ''تھانہ'' اور ''بھڑوچ'' کی بندرگاہوں پر حملہ آور ہوا۔ مجاہدین اسلام نے بندرگاہوں کو فتح کیا۔

☆ حضرت مغیرہ ابوالعاص ثقفیؓ:

حضرت مغیرہؓ بھی عثمان بن ثقفی کے بھائی تھے جنہوں نے اپنے بھائی عثمانؓ کی طرف سے دیبل (کراچی) پر فدائیان اسلام کو لے کر کامیاب فوج کشی کی۔ (۲۴)

☆ حضرت حکم بن عمرو التعلبیؓ:

آپ نے ۳۲ ہجری کو مکران کا محاصرہ کیا اور وہاں کے راجا کو شکست دی۔ (۲۵)

☆ حضرت صحار بن عباس العبدیؓ:

حکم بن عمرو التعلبیؓ کی امارت میں مکران کا محاصرہ اور جہاد میں شرکت کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ آپ ہی حضرت عمر فاروقؓ کے پاس مکران کی فتح کی خوشخبری اور حاصل شدہ مال غنیمت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ (۲۶)

☆ حضرت عبداللہ بن عمیر الاشجعیؓ:

آپ ۲۳ ہجری میں مکران، فارس اور سجستان کے معرکوں میں شریک تھے۔ (۲۷)

☆ حضرت سہیلؓ بن عدی بن مالک:

حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس بصرہ اس فرمان کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ آپ کو ہندوستان کے جہاد پر روانہ کریں۔ لہٰذا آپ کو کرمان کی مہم پر روانہ کیا گیا اور کرمان آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ (۲۸)

ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان الاموئؓ، حضرت شہاب بن مخارق بن شہابؓ، ربیع بن زیاد حارثیؓ، عاصم بن عمرو تمیمی وغیرہ شامل ہیں۔ (۲۹)

۲۔ عہد عثمانی

☆ حضرت عبداللہؓ بن معمر بن عثمان التیمی القرشی:

آپ کو حضرت عثمانؓ نے ۲۹ھ میں مکران کی مہم پر روانہ فرمایا۔ حضرت عبیداللہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کی معیت میں فتح کابل وغیرہ میں شرکت کی تھی۔ (۳۰)

☆ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ بن حبیب القرشی:

انہوں نے عہد عثمانی میں سجستان، ذابلستان، کابل، سندھ اور مکران کی بعض مہمات میں مجاہدانہ سرگرمیاں دکھائی تھیں۔ (۳۱)

ان کے علاوہ حضرت منذر بن جارود العبدیؓ، حضرت تمیم داری اور حضرت مباشع بن مسعود سلمیؓ تھے۔

۳۔ عہد حضرت علیؓ

☆ حزیتؓ بن راشد ناجی سامی:

۳۷ ہجری میں انہیں مجاہدانہ سرگرمیوں کے لیے مکران جانے کا حکم ملا۔ (۳۲) ان کے علاوہ آپؓ کے دور میں عبداللہ بن سوید تمیمی اور حضرت کلیب ابووائل ہیں جنہوں نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کے لیے کوششیں کیں۔ (۳۳)

۴۔ حضرت معاویہؓ کے عہد میں

☆ حضرت عبداللہؓ بن سوار عبدی

آپ کو حضرت امیر معاویہ نے ۴۳ھ میں چار ہزار فوج کے ساتھ حدود ہند کی طرف روانہ فرمایا۔ سب سے پہلے رن کچھ کے علاقے کو ہدف توجہ بنایا اور مسلسل آگے بڑھتے چلے گئے۔ بعد ازاں دائرہ جہاد وقلات

کے میدانوں اور پہاڑوں تک پھیلا دیا۔(۳۴)ان کے علاوہ حضرت یاسرؓ بن سوار عبدی، حضرت سنانؓ بن سلمہ ہذلی اور حضرت مہلبؒ بن ابوصغرہ ازدی عتکی نے ہندوسندھ کا رخ کیا۔

یزید کے دور حکومت میں عبیداللہ بن زیادہ کے کہنے پر حضرت منذرؓ بن جارود عبدیؓ کو ۶۰ھ میں سرحدات ہند کی طرف روانگی کا حکم ملا۔ بوقان، قلات اور خضدار کی جنگوں میں انہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔۶۲ھ کو سندھ کے مفتوحہ علاقے کی امارت ان کے سپرد رہی۔(۳۵)

واضح رہے کہ ہندوسندھ کے علاقوں اور بعض بلادوممالک پر ابتداء ہی سے عرب مجاہدین کے باقاعدہ حملے شروع ہوگئے تھے ان حملوں کے نتیجے میں متعدد علاقے مسلمانوں کے زیرنگیں آگئے تھے۔ تاہم سندھ پر فیصلہ کن حملہ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں ۹۳ھ کو محمد بن قاسم کے زیر کمان ہوا جب پورا سندھ فتح کرلیا گیا۔ اصحاب رسول کے علاوہ ان کے تلامذہ یعنی تابعین کی کثیر تعداد نے بھی ان کے ہمراہ دعوت جہاد کے سلسلہ میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ان میں سے بعض ایسے تھے جو اسی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے اور یہیں رہے۔ ان حضرات نے قرآن وسنت کی اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصود بنایا۔

اس پاک باز گروہ کے ہر فرد میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اشاعت کی داعیہ موجزن تھا۔ ان میں سے اکثر و بیشتر قرآن و حدیث کے علم سے آراستہ تھے۔ انہوں نے دعوت و جہاد کے عمل کو پوری تندہی سے جاری رکھا۔ بلاد ہند سے اقلیم ہند کی طویل اور پرصعوبت مسافت حقیقی اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ محمد بن قاسم کے حملہ کے بعد بھی تابعین وتبع تابعین کی آمد وکوششوں کا سلسلہ جاری رہا۔

ان کے علاوہ اور بہت سے بزرگان دین ہندوسندھ میں جلوہ افروز ہوئے، جن کے حالات، تاریخ، سیر اور رجال کی کتب میں مرقوم ہیں۔ دوسری صدی ہجری کے بعد بھی اس ورود مسعود کا سلسلہ برابر جاری رہا اور ان ممالک کے طول وعرض میں پھیل کر غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کرنے کی کوششیں ہوتی رہیں۔ جگہ جگہ بڑے بڑے دینی مراکز ومساجد کی تعمیر ہوچکی تھی۔ ان دلائل و براہین سے ثابت ہوا کہ برصغیر میں اسلام پہلی صدی ہجری کے اوائل میں ہی داخل ہوچکا تھا اور مسلسل فروغ پا رہا تھا۔ اس کی مقبولیت واشاعت کی وجوہات، ہمہ جہتی جہادی فتوحات، تعلیم وتعلم، دعوت وتبلیغ اور اسلام کے سنہری رواداری اور اخوت ومحبت پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر تھیں۔(۳۶)

(ہ) مجاہدین وامراء کا اشاعت اسلام میں کردار

دوسری صدی ہجری کے آخر ہی میں اسلام مغرب میں اندلس تک اور مشرق میں سندھ وہندوستان تک پہنچ چکا تھا۔ ایشیا، افریقہ اور یورپ تینوں براعظموں پر اس کا سایہ پڑ رہا تھا اور ان کے شہروں سے لے کر

میدانوں تک میں یقین وعمل کی بیداری پیدا ہورہی تھی۔مجاہدین اسلام اپنے جھنڈوں کے سایہ میں آگے بڑھ رہے تھے اوران کے پیچھے علماء اسلام کتاب وسنت کی دعوت پھیلا رہے تھے۔ہر طرف اقدار اسلامی ابھر رہی تھیں،شہروں اورآبادیوں میں اسلامی تہذیب وثقافت کا چرچا ہو رہا تھا۔عبادوزہاد کا مشغلہ زہد وتقویٰ، محدثین وعلماء کا حلقہ درس امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا زور،کفروشرک کے اندھیروں میں توحید رسالت کی روشنی اور مشرق سے لے کر مغرب تک ایک نئی ملت کا وجود قائم ہورہا تھا۔ہندوستان کے بہت سے علاقے پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسلام کے زیر نگیں ہو چکے تھے۔بنوامیہ کے حکام واعمال اوران کے بعد بنو عباسیہ کے حکمران سندھ پر قابض ودخیل تھے اور یہ علاقہ اسلامی خلافت کے ماتحت عالم اسلام کا ایک قانونی حصہ قرار پا چکا تھا۔ہندوستان میں عرب خودمختار حکومتیں قائم ہو چکی تھیں جن میں سے پانچ بڑی خودمختار حکومتوں کا تفصیلی چارٹ پیش کیا جاتا ہے:

(i)	دولت ماہانیہ سنجان (ہند)	۱۹۸ھ تا ۲۲۷ھ	۳۰ سال تقریباً
(ii)	دولت ہباریہ منصورہ (سندھ)	۲۴۷ھ تا ۴۱۶ھ	۱۷۰ سال
(iii)	دولت سامیہ ملتان (پنجاب)	۲۸۰ھ تا ۳۶۰ھ	۸۰ سال
(iv)	دولت معدانیہ تیز (مکران)	۳۴۰ھ تا ۴۱۷ھ	۱۳۰ سال
(v)	دولت متغلبہ قصدار (طوران)	۳۴۰ھ تا ۴۷۱ھ	۱۳۰ سال

دولت ماہانیہ سنجان کے قیام ۱۹۸ھ سے لے کر دولت معدانیہ مکران اور دولت متغلبہ طوران کے خاتمہ ۴۷۱ھ تک درمیانی مدت جو کم وبیش پورے تین سو سال ہے خلافت عباسیہ کی ماتحتی میں ان حکومتی نے ہندوستان میں اسلامی علوم وفنون اور اسلامی تہذیب وثقافت کے لیے نہ صرف زمین ہموار کی بلکہ اس چمن کی آبیاری اور تحفہ بندی بھی کی اور ہندوستان کو عالم اسلام کا ایک قابل قدر حصہ بنا دیا۔(۳۷) ہندوستان میں عربوں کی حکومتوں کا زمانہ پورے عالم اسلام اور مسلمانوں کے عروج واقبال کا عہد آفریں دور تھا۔دیگر اسلامی ممالک کی طرح یہاں کے بلاد ومصادر بھی اسلامی علوم وفنون اور اسلامی تہذیب وثقافت کی برکت سے مالا مال تھے۔قرآن، حدیث، فقہ، نجوم، طب اور دوسرے عقلی ونقلی فنون ہر طرف عام تھے۔علماء اور فضلاء انفرادی واجتماعی طور پر اپنے اپنے میدانوں اور حلقوں میں مصروف کار تھے۔یہاں سے ایسے گھرانے پیدا ہوئے جو صدیوں تک بیت العلم رہے۔دوسری صدی سے چوتھی صدی تک مدینہ اور بغداد میں حدیث اور سیر مغازی میں اپنی امامت کا سکہ چلایا۔ابومعتر نجیح سندھی متوفی ۲۴۴ھ کو خلیفہ مہدی مدینہ سے

بغداد لایا اور حدیث رسول کا یہ مدنی سرچشمہ بغداد میں جاری ہوا۔ الغرض مسلمانوں کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اشاعت اسلام ہے چنانچہ عرب جہاں بھی گئے ان کا بڑا مقصد یہی رہا کہ اس سرزمین میں وہ خدا کا نام بلند کریں۔(۳۸)

ہندوستان میں اسلامی تاریخ کے اس سنہرے دور کے بعد پھر اسلامی فتوحات کا سلسلہ شمال مغربی سرحد پر واقع پہاڑی دروں کے راستے سے سلطان سبکتگین اور سلطان محمود غزنوی کے ذریعے سے ہوا۔ سلطان محمود غزنوی نے ستر واں حملہ کر کے ۳۹۳ھ میں سومنات کے مندر کو توڑا، جس سے ہندوؤں کے دیوی، دیوتاؤں کے خودمختار ہونے کے عقائد پاش پاش ہو گئے، جس کا اثر ہونا لازمی امر تھا۔ ابن کثیر اسی حملے کے بارے میں لکھتے ہیں: ''**وقد غزا الملك الكبير الجليل محمود صاحب غزنة في حدود اربعة ماة بلاد الهند ودخل فيها وقل وسردا دخل سومنات وكسر الندالاعظم الذى يعبدونه**''(۳۹)
جس سے سندھ اور ملتان تک قائم ہونے والی اسلامی حکومت پنجاب تک وسیع ہو گئی۔(۴۰)

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مجاہد اسلام محمود غزنویؒ کے ہندوستان پر پے در پے حملوں سے ہندوستان کے ماحول پر زبردست اثر پڑا تھا۔ ایک طرف تو ان غیر مسلم ہندوستانی کے لیے بھی اسلام کوئی اجنبی دین نہ رہا، جن تک صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ان کے تلامذہ کی رسائی نہ ہوئی تھی اور دوسری طرف ہندوستان کے شمالی خطوں میں آباد تمام مسلمان اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ آزاد اور محفوظ سمجھنے لگے تھے۔

محمود غزنوی کے بعد چھٹی صدی ہجری میں سلطان محمد غوری کے حملوں نے بھی ہندوستان میں مسلمانوں کو مذہبی، سیاسی و معاشرتی حوالے سے وقار بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دوران مسلمان ہندوستان کے طول و عرض کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ان کے بعد خاندان غلاماں (۱۲۰۶ء تا ۱۲۹۰ء) خاندان خلجی (۱۲۹۰ء تا ۱۳۲۰ء) خاندان تغلق (۱۳۲۰ء تا ۱۴۱۲ء) خاندان سادات (۱۴۱۴ء تا ۱۴۵۰ء) خاندان لودھی (۱۴۵۱ء تا ۱۵۲۶ء) اور پھر عہد مغلیہ (۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء) کا دور حکومت اشاعت اسلام کے لیے موزوں رہا۔ اس لیے کہ ''**الناس على دين ملوكهم**'' ایک مصدقہ حقیق ہے۔ دوسرے جہاد کے ذریعے شیطان کا پھیلایا ہوا جال ٹوٹتا ہے جس کا واضح ثبوت آنحضورؐ کے مکی و مدنی دور کے تقابل سے ملتا ہے۔ اس کے بعد خلفاء راشدین و دیگر اموی و عباسی حکومتوں میں مجاہدانہ سرگرمیوں کے اثرات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ دنیا کا نقشہ دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ جہاں جہاں مجاہدین پہنچے، آج دنیا میں وہیں پر تقریباً مسلمانوں کی اکثریت ہے یا کثرت سے موجود ہیں اور

جہاں جہاں یہ جہادی قافلے نہیں پہنچے، وہاں اگر مسلمان ہیں بھی تو انتہائی اقلیت میں ہیں ماسوائے ایک دو مقامات کے۔

(و) اشاعت اسلام میں صوفیاء کا کردار

صحابہ اکرامؓ، تابعین و تبع تابعین اور مجاہدین نے اشاعت اسلام کے لیے زمین ہموار کی اور پھر صوفیاء نے اپنی سادہ زندگی اور آسان فہم اسلامی تعلیمات سے برصغیر کے عوام کے دل موہ لیے۔

ڈاکٹر عبدالمجید سندھی کے خیال میں ''ان بزرگوں کی تعلیمات کے اثر اران کی کوششوں سے اسلام برصغیر پاک و ہند کے ہر علاقے میں پہنچ گیا۔ سہروردیہ سلسلہ کا مرکز ملتان تھا لیکن اس کا اثر سندھ، پنجاب، بلوچستان، سرحد بلکہ افغانستان تک پہنچ گیا تھا۔ سلسلہ چشتیہ کے مراکز اجمر، پاکپتن اور دہلی تھے۔ اس سلسلے سے وابستہ بزرگوں نے مختلف علاقوں میں خانقاہیں قائم کیں۔ نقشبندی سلسلہ کی ابتداء سرہند سے ہوئی لیکن جلد ہی یہ سلسلہ نہ صرف برصغیر بلکہ عرب ممالک تک پہنچ گیا'' (۴۱) ڈاکٹر عبدالحسین زریں کوب ''ارزش میراث صوفیہ'' میں رقمطراز ہیں کہ صوفیاء نے نہ صرف غیر مسلموں کو مسلمان کیا بلکہ اسلامی فرقوں اور مذاہب میں جو افراط وتفریط کا شکار تھے اعتدال کا احساس پیدا کیا۔ خاص طور پر آزادی خیال اور حریت فکر کی ترویج میں ان کا اثر ونفوذ قطعی طور پر ثابت ہوا۔ عبدالحسین زریں کوب کے خیال میں مشائخ چشتیہ، شطاریہ اور نقشبندیہ نے ہندوؤں اور دیگر اقوام میں اسلام، مجاہدین کی نسبت زیادہ پھیلایا۔ ''این طائفہ درتعدیل احساسات فرق و مزہب و درجلوگیری از افراط ہائی رائج وادوار گزشتہ ومخصوصاً درترویج آزادگی وحریت فکر تاثیر ونفوذ قطعی داشتہ اند۔۔۔ چناں کہ تاثیر وجود مشائخ چشتیہ شطاریہ ونقشبندیہ درنشر وبسط اسلام بین ہندواں واقوام مالذی بہ مراتبیش از تاثیری بود کہ غازیاں سابق دریں مواردداشتہ اند۔'' (۴۲)

کپتان واحد بخش سیال بھی اسی نظریہ کی تائید کرتے ہوئے خانقاہی نظام کو اشاعت اسلام کا بہت بڑا ذریعہ قرار دیتے ہیں:

The Process of spiritual training right from prophet's time continued throughout the ages and the net work of sufi "Khanqahas" went on spreading in the world in the geometrical progressian and the tourch was kept burning by the multimplicity of deputies (Khalifa after khalifa).

روحانی تربیت کا سلسلہ پیغمبروں کے دور سے لے کر تمام ادوار میں جاری رہا ہے۔ اور دنیا

میں صوفیاء کا خانقاہی سلسلہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ پھیلتا چلا گیا اور یہ سلسلہ خلیفہ کے بعد خلیفہ کی جانشینی سے آگے بڑھتا رہا۔

پروفیسر شیخ محمد اکرام، صوفیاء کے طریق تبلیغ کو موجودہ دور کے مبلغوں سے مختلف قرار دیتے ہیں۔ ''انہوں نے اپنے آپ کو فقط غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کے لیے وقف نہ کر رکھا تھا بلکہ ان کے دروازے ہر ایک کے لیے، خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، امیر ہو یا غریب، کھلے ہوئے تھے۔ ان کا کام ہر ایک میں بلا تفریق کے رشد و ہدایت تھا'' پروفیسر لطیف اللہ کے خیال میں بھی صوفیاء نے اشاعت اسلام میں اہم کردار ادا کیا:

''ایسے زمانے میں جب کہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا اور خلفاء و سلاطین کے ضعف و فتور کے باعث اشاعت اسلام کے لیے جہاد کی توفیق باقی نہ رہی تو صوفیاء نے اسلام کی اشاعت و ترویج کا اہتمام کیا۔'' (۴۳)

پروفیسر یوسف سلیم چشتی مجاہدین اسلام کے ساتھ ساتھ صوفیاء کو ہندوستان میں اشاعت اسلام کا سب سے بڑا سبب گردانتے ہیں۔ ''ہندوستان میں اشاعت اسلام کا باعث مجاہدین اسلام کی شجاعت و ایثار ہی نہ تھا بلکہ اس کا بڑا سبب صوفیاء کرام و اولیاء عظام کی روحانیت بھی تھی۔ جن کی خاموشی رشد و ہدایت نے اسلام ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا''۔ (۴۴) ڈاکٹر عبدالرحمٰن بدوی بھی اسی نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

ان الاسلام لم ینتشر فی الهند بواسطة الحروب بل انتشر بفضل الصوفیه وهی الجشتیه والکبروریة والشطاریة والنقشبندیة. (۴۵)

بے شک ہندوستان میں اسلام جنگ کے ذریعے نہیں بلکہ صوفیاء کے فضل سے پھیلا ہے جو چشتیہ اور کبروریہ اور شطاریہ اور نقشبندیہ سلسلے سے تھے۔

ڈاکٹر عبدالمجید سندھی ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں حکمرانوں کی نسبت صوفیاء کو فائق تصور کرتے ہیں۔ ''یہ بات تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام کے ذریعے جس قدر اشاعت اسلام ہوئی وہ مسلمان امراء و حکمرانوں سے نہ ہو سکی۔ صوفیائے کرام نے اس سلسلہ میں کسی جبر سے کام نہیں لیا بلکہ رواداری اور وسعت نظر سے کام لیتے ہوئے انہوں نے اپنے حسن اخلاق و خلوص اور محبت سے لوگوں کو متاثر کیا۔ اس طرح انہوں نے ابلاغ دین اور فروغ دین کا فریضہ بڑی خوبی سے سرانجام

دیا۔"(۴۶) پروفیسر معین الدین بھی سلاطین سے بڑھ کر صوفیاء کو اشاعت اسلام کا حامل قرار دیتے ہیں۔"ان نفوس قدسیہ نے برصغیر میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں وہ کام کیے جو بڑی بڑی شان وشوکت والے سلطین نہ کر سکے۔"(۴۷)

باوجود نامساعد حالات کے انہوں نے قرآن وسنت کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔حضرت معین الدین چشتیؒ نے راجپوتانہ میں حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ اور سلطان نظام الدین اولیاءؒ نے دہلی اور اس کے اطراف واکناف میں اور حضرت علی ہجویریؒ نے پنجاب میں اسلام کا جو چراغ روشن کیا تھا،اسی کی بدولت آج بت کدہ ہند میں مسلمانوں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔"(۴۸)

برصغیر میں چشتی سلسلہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتی نے مسلمانوں کی اصلاح وتزکیہ کے علاوہ اسلام کی تبلیغ وتوسیع کے سلسلہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ میر خورد نے انہیں "رسول فی الہند" کا خطاب دیا ہے۔(۴۹) اور اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ قیامت تک اس ملک میں جو بھی دولت اسلام سے مشرف ہوگا نہ صرف اس کا ثواب بلکہ نسل بعد نسل ان کی اولاد کا ثواب بھی ان کی روح کو پہنچتا رہے گا۔

تاریخ مشائخ چشت کے مصنف، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی خدمات کو اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ آپ چند معتقدوں کے ساتھ وارد ہندوستان ہوئے۔زبان بھی اجنبی تھی اور آپ بذات خود یہاں اجنبی تھے۔نہ کسی کو اپنا مافی الضمیر سمجھا سکتے تھے لہذا ایسے سماج اور ماحول میں تبلیغی دشواریوں کا اندازہ اس قدر سہل نہیں جتنا سمجھ رکھا گیا ہے اور پھر ہندوستان کے حالات کے پیش نظر تو یقین ہی نہیں کیا جاسکتا کہ یہاں اس دین کی تبلیغ واشاعت ممکن ہو سکے گی جس کی تمام اہم کتابیں عربی میں اور سارا پیغام عربی میں ہے اور یہ تو خواب میں بھی کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا کہ دین محمدی بھارت میں رواج پذیر ہوکر سر بلند ہوگا۔حق تعالیٰ نے جس قوم میں بھی کوئی نبی اور رسول مبعوث فرمایا تو دونوں رسولوں اور اس قوم کی زبان ایک ہوتی تھی۔وہ اسی قوم میں پیدا ہوکر ان کی اصلاح کیا کرتا تھا یا کسی قوم کی زبان،تاریخ،عادات واطوار کا مکمل علم عطا فرما کر کسی قوم میں احقاق حق کی خاطر کسی نبی کو بھیجا جاتا تھا۔مگر سلطان الہند کو یہ تمام مراعات کسی درجہ میں بھی حاصل نہیں تھیں۔اس کے باوجود تبلیغ حق اور اشاعت دین کے سلسلہ میں جو کارنامے ان حضرات نے انجام دیے اس پر عقل وفکر حیران ہیں۔آپ کی تبلیغ نے وہ کام کیا جو فاتحین مسلمان نہ کر سکے۔فرمانروایان ہند کی تلواروں کے سامنے ہندوستانیوں کی گردنیں تو جھک گئیں مگر ان کے دلوں میں اس کے لیے وہ کوئی مقام پیدا نہ کرسکیں۔انہوں نے پاکیزہ اخلاق، پسندیدہ طور طریق اور محبت کی روش سے ہندوستان کا نقشہ ہی بدل

دیا۔(۵۰)

دعوت اسلامی کو پھیلانے میں صوفیاء کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے محمد شیخانی بیان کرتے ہیں کہ:

رجال التربية الروحية هم هداة الامة، وشمس هدايتها... ولذا نجد أن انتشار الدعوة في جنوب شرقي آسيا، وفي افريقيا كان على يدالدعاة الصوفيين... الذين تزكت ارواحهم وطهرت قلوبهم.(۵۱)

روحانی تربیت کی یہ ہستیاں امت کے لیے ہدایات اور شمس ہدایت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جنوبی شرقی ایشیا اور افریقہ میں اس دعوت کے پھیلنے کا باعث انہیں صوفیاء کے ہاتھوں پاتے ہیں جنہوں نے ان کی روحوں اور دلوں کو پاک کیا۔

''ہندوستان کے سیاسی حالات پر جب نگاہ پڑتی ہے تو یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں کہ ایک ایسا دور جبکہ حکمران طبقہ اور سلاطین اسلام، ارشاد و ہدایت کے بجائے تحصیل وصول اور فتوحات کے نشہ میں دھت ہوں،۔۔۔ایسی صورت میں مسلمانوں میں حرکت وعمل کی روح بیدار کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی راہ نہ تھی کہ خدا کے چند بندے اپنی اپنی جگہ اس الحاد واباہیت کا مقابلہ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور مسلمانوں سے ایمان وعمل اور اتباع شریعت کے لیے بیعت لے کر ان کی سابقہ زندگی کو پاک وصاف اور گناہوں سے بچانے کی کوشش کریں''۔(۵۲)

حضرت علی ہجویریؒ کی تعلیم اور تبلیغ سے بہت سے لوگوں نے دین اسلام قبول کیا۔جن میں سے ایک رائے راجو بھی تھا جو سلطان مودود بن مسعود غزنوی کی طرف لاہور کا نائب تھا۔آپ کی کوششوں سے غیر مسلم مسلمان ہوئے اور مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح ہوئی اور لوگ شریعت کے پابند ہوئے۔

شیخ فرید الدین المعروف گنج شکرؒ کے ہاتھ پر مغربی پنجاب کے کئی بڑے بڑے قبیلے مسلمان ہوئے۔(۵۳)حضرت مخدوم جہانیاں کے پاس ہندو حاضر ہوتے اور مشرف بہ اسلام ہوتے۔

برصغیر میں اشاعت اسلام کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر روبینہ ترین یوں رقمطراز ہیں کہ''محمود غزنوی کے حملے کے ساتھ ہی بہت سارے صوفیاء، بزرگ ہستیاں ہندوستان میں آنا شروع ہوگئیں۔ان صوفیاء (متقدمین) کی انفرادی جدوجہد نے جو اجتماعی نتیجہ نکالا، اس کے ثمرہ میں آج دنیا میں اسلام اپنی حقیقی روح کے ساتھ باقی ہے اور اگر یہ حکومت کی گم کردہ راہ کو ہی حق بجانب سمجھ کر خاموش ہو جاتے تو یقیناً آج کوئی اسلام کا نام لینے والا باقی نہ ہوتا''(۵۴)

ہندوستان کی جغرافیائی فتوحات کا سہرا تو مسلمان بادشاہوں کے سر ہے۔ لیکن روحانی فتوحات ان بزرگوں کے کارنامے ہیں۔ جو ظاہر میں درویش تھے مگر باطن میں بادشاہوں کے بادشاہ تھے۔ ان پاکیزہ ہستیوں نے اپنے زہد و تقویٰ سے غیر مسلموں کے دلوں کو مسخر کیا۔ (۵۵)

سید سلیمان ندوی صوفیاء کو روحانی سلاطین کے لقب سے نوازتے ہیں۔ ''جن لوگوں کو ہندوستان کی سیاسی تاریخ کے ساتھ یہاں کی روحانی تاریخ کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ یہ تسلیم کریں گے کہ ہندوستان میں غزنی اور غوری کے سلاطین، ملکی فتوحات کے لیے جہاں جہاں بڑھتے تھے۔ ان سے پہلے یہ روحانی سلاطین اپنی روحانی فتوحات کے لیے آگے بڑھتے جاتے تھے۔ اگر یہ کہنا صحیح ہے کہ ہندوستان کے ملک کو غزنی اور غوری کے بادشاہوں نے فتح کیا ہے تو اس سے زیادہ یہ کہنا درست ہے کہ ہندوستان کی روح کو خانوادۂ چشت کے روحانی سلاطین نے فتح کیا۔'' (۵۶)

ہندوستان میں اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کے تحفظ و بقا کی مساعی اگر مختصر طور پر کہنا چاہیں تو دو لفظوں میں کہہ سکتے ہیں: مدرسہ و خانقاہ۔ (۵۷)

تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کف زار ہند میں اسلام پہلی صدی ہجری ہی میں آ چکا تھا۔ اس وقت تصوف و سلوک کے یہ مشہور سلسلے اور خانوادے منصۂ شہود پر بھی نہیں آئے تھے۔ اس لیے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسلام کو ہندوستان میں مشائخ چشت ہی لائے، ہاں البتہ عمومی اشاعت کی مساعی کی رہین منت ہے۔ یہ مشائخ خانقاہوں کے مسند نشین نہیں تھے بلکہ اسلام کے سچے خادم تھے۔ یہ لوگ فی الحقیقت زاہدین کا گروہ تھا جن کی زندگیاں اسوہ صحابہ پر تھیں۔ مذہب کی نصرت و حمایت میں وہ سب کچھ قربان کرنے کو آمادہ و تیار رہتے جس کا وقت اور ماحول متقضی ہوتا تھا۔ انہوں نے نفس و شیطان کی ریشہ دوانیوں کو ہر محاذ پر کمندیں ڈال کر پابند سلاسل کیا۔ وقت کے شہنشاہوں سے ٹکر لی اور میدان کارزار میں سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ عوام پر مسلط جہل و نادانی کے عفریت کو علم و دانش کی بوتل میں بند کیا، غلط قسم کے رسم و رواج کو نیچرل روپ دے کر فطری سادگی کا لباس پہنایا۔ یقین و عرفان کے طلب گاروں کو سیراب فرمایا۔ اخلاق و انسانیت کا علم بلند فرمایا اور شرافت و آدمیت کے رموز سے خبردار کیا۔ محنت و عمل اور جد و جہد کو عملی روپ دے کر سمجھایا۔ حقوق کی تعیین و تنظیم کی۔ عبد و معبود کے رشتہ میں جس قدر جھول تھے وہ درست کیے۔ الغرض ریاضت و مجاہدہ، وعظ و ارشاد، تبلیغ و نصیحت، استقلال و ثابت قدمی، محبت و اخلاق اور ربط و ضبط کا وہ بلند ترین مینار بنایا کہ قطب مینار اس کی یک رخی جھلک اور تاج محل اس کا عکس جمیل ہے۔ (۵۸)

اہل علم اور عوام ہر دو طبقات میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ برصغیر میں بالخصوص اور باقی دنیا میں بالعموم اشاعت اسلام کا سبب صرف صوفیاء ہی ہیں۔ حالانکہ ایسا کہنا نہ صرف خلافت واقعہ ہے بلکہ تاریخ اسلام کے تابناک باب کو عالم گمنامی میں دفن کر دینے کے مترادف ہے۔ یہ دعویٰ تاریخی اعتبار سے بھی اس لیے غلط ہے کہ صوفیاء کا برصغیر میں اولین ورود، پانچویں یا چھٹی ہجری میں ملتا ہے جبکہ اسلام کی برصغیر میں آمد پہلی صدی ہجری، عہد رسالت میں ہی ہو چکی تھی۔ جہاں تک صوفیاء کے اشاعت اسلام میں کردار کا تعلق ہے تو بلا شبہ برصغیر میں اشاعت اسلام کے حوالے سے ان کی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔

(ز) اسلام کی آسان اور رواداری پر مبنی تعلیمات کا اثر

ہندوستانی معاشرہ ذات پات کی بنیاد پر چار طبقوں میں منقسم تھا۔ یعنی برہمن، کھشتری، ویش اور شودر۔ جن میں سے شودروں کو ہر قسم کے سماجی حقوق سے محروم رکھا گیا۔ ان کی زندگی ان پر لعنت بن چکی تھی اور صدیوں کی عائد شدہ پابندیوں سے وہ اتنے عاجز آ چکے تھے کہ اب ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے بے چین تھے۔ ہندوستان میں ذہنی انقلاب شروع ہو چکا تھا۔ شنکراچاریہ (۷۳۷ء-۷۶۹ء) رامانج (۱۰۱۶ء-۱۱۳۷ء) اور ولبھ چاریہ (۱۴۷۹ء۔ وفات س،ن) نے ویدک دھرم کی کوتاہیوں کو شدت سے محسوس کیا تھا اور ہندو مذہب میں سدھار کی کوششیں اپنے اپنے زمانے میں کرتے رہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ذات پات کی تفریق کے بغیر ہر شخص کو اپنی نجات کا راستہ خود تلاش کرنے کی آزادی ہونی چاہیے اور کسی بھی فرد کو فرقہ وارانہ تعصب کی بنا پر سماجی، سیاسی، مذہبی اور معاشرتی حقوق سے محروم نہ رکھا جائے۔ دوسری طرف لوگوں میں بھی اپنے حقوق کا شعور پیدا ہو رہا تھا۔

اسی زمانے میں شمالی جنوبی ہند میں فاتح مسلمانوں کے ذریعے اسلام اس سرزمین میں آ پہنچا۔ ہندوستانی باشندوں نے جب اسلام کے مساوات و رواداری کے اصولوں کو دیکھا اور محمود و ایاز، دونوں کو ایک ہی صف میں شانہ بشانہ کھڑا پایا، تو بے حد متاثر ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کی آمد کو باعث برکت سمجھ کر، انہیں خوش آمدید کہا۔ انہوں نے قبول اسلام کو غیر منصفانہ سماجی قیود سے آزادی کے مترادف سمجھا۔ مختصر یہ کہ بلا کسی ظلم و تشدد اور جبر و تحریص کے ہندوؤں کے گاؤں کے گاؤں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ہندوؤں میں پاؤں جمانے میں بہت مدد دی۔

ممالک ہند کے قدیم باشندوں پر مسلمانوں کی آمد اور طویل اقامتی کا لامحالہ گہرا اثر پڑا خصوصاً وہ پیشہ ور اہل حرفہ جنہیں برہمنی مذہب نے صدیوں سے ذلیل و خوار اور نیچ ذات بنا رکھا تھا جب مسلمانوں سے ان کا

واسطہ پڑا تو ان کی دینی مساوات اور نیکی ورواداری کا برتاؤ دیکھ کر بتدریج اسلام کی طرف کھینچنے لگے۔ خاندان وبرادری کی زنجیروں میں بے چارے ایسے بندھے ہوئے تھے کہ فرداً فرداً مسلمان ہونے سے ہچکچا رہے تھے لیکن جہاں کہیں یہ پھندے ٹوٹے، وہاں خاندانوں کے خاندان اور گروہ کے گروہ برہمن کے طلسم سے نکل کر اسلام کے حلقے میں داخل ہوگئے۔ تاریخ وتذکرے، نظم ونثر کی کتابیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا آب شیریں کا ایک سرچشمہ کسی بیاباں میں پھوٹ نکلا کہ قطار در قطار پیاسے آتے اور سیراب ہوتے چلے گئے۔

(ح) مدارس وعلماء کا کردار

تاریخ عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے انسانوں نے گروہوں میں منظّم ہوکر اجتماعی رہن سہن اختیار کیا۔ اسی زمانے سے ان میں مذہبی پیشواؤں کا ایک گروہ بھی رفتہ رفتہ تشکیل پاتا گیا۔ اسلام کی آمد سے پہلے یہ گروہ دنیا کے مختلف علاقوں اور خطوں میں موجود تھا اور بزعم خود اپنے کو خدا اور انسانوں کے درمیان ایک وسیلہ نجات سمجھتا تھا۔ مذہبی پیشواؤں کے اسی گروہ سے متعلق انسائیکلو پیڈیا آف رلی جن اینڈ اتھکس میں ہے:

The origin of priesthood therefore goes back to a very early stage of social evalution.

سنت الٰہی کے مطابق ہر نبی نے توحید کا پرچار کیا اور باطل وگمراہ کن عقائد کی پیروی سے لوگوں کو منع کیا۔ اس تعلیم کو اکملیت کا جامہ پہنانے کے لیے رسول خدا ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں قرآنی تعلیم و فلسفہ کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے کاہنوں، پجاریوں اور پروہتوں کی اجارہ داری کو ختم کیا۔

﴿اتخذوا احبارهم و رهبانهم ارباب من دون الله﴾(۵۹)

انہوں نے علماء ودرویشوں کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا۔

اور ﴿أن كثير من الاحبار و رهبان لياكلون اموال الناس بالباطل﴾(۶۰)

بے شک بہت سے علماء اور درویش لوگوں کا مال جھوٹ سے کھاتے ہیں۔

ان کی اصلی حقیقت کو لوگوں کے سامنے واضح کیا کہ ان ہر دو گروہوں سے محتاط رہنا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ یہ تمہارے کسی کام نہیں آسکتے ہیں۔ نجات کا دارومدار تو ارضی اعمال صالحہ اور عقائد کو درست ماننے پر ہے۔

﴿لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت﴾.(۶۱)

جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے۔

انبیاء کے بعد اس ذمہ داری کے حامل امتی ہوتے ہیں۔ لہذا اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے صحابہ، تابعین، تبع تابعین و دیگر مبلغین اسلام برصغیر میں آئے اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جس سے مسلم و غیر مسلم متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں کے مقامی علماء جہاں اشاعت اسلام کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے وہی پر سلاطین و حکماء کے غیر شرعی اعمال پر تعرض و تنقید کرتے رہے۔ عام مسلمانوں کو جب تصوف کے زیر اثر علوم شریعت سے اعراض کی کوششیں جاری تھیں، دین اسلام کی خالص تعلیمات کی بجائے غیر اسلامی عناصر سے مغلوب تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کروایا جا رہا تھا بقول ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی، ان صوفیاء میں سے کسی نے اگر قرآن و سنت کا نام لیا بھی تو وہ بھی صرف اپنے دین اتحاد کی مخصوص اصطلاحات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے (۶۲) ایسے پر آشوب دور میں علماء اپنی تحریر و تقریر سے اشاعت اسلام کے لیے مسلسل تگ و دو کرتے رہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں علماء کے قرآن و حدیث کی تعلیم و تعلم کے کام، خالص اسلامی عقائد و اعمال کے فروغ کے لیے کوششیں نا قابل فراموش ہیں۔ انھی علماء نے اسلامی اقدار کو فروغ اور غیر اسلامی عقائد و اعمال کی بیخ کنی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

ان تمام اسباب و عوامل کو دیکھ کر ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہی کہ اگر یہ تمام عناصر اپنی اپنی جگہ اپنے حصے کا کام نہ کرتے تو آج ہم دنیا کو ہند کا یہ نقشہ نہ دکھا پاتے۔ وہ تمام ہستیاں لائق تحسین ہیں۔ جنہوں نے برصغیر میں اسلام کا علم بلند کیا اور رشد و ہدایت کے فریضے کو سرانجام دیا، جن کی کاوشوں سے آج ہم مسلمان ہیں، مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ اب ہم اشاعت اسلام کے حوالے سے کن میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں؟

کیونکہ قرآن کی یہ صدا آج بھی ہماری سماعتوں کو اصلی فریضۂ حیات کے تدبر و تفکر پر اکساتی ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر. (۶۳)

حوالہ جات

۱۔ المائدہ ۵:۳

۲۔ آل عمران ۳:۱۱۰

۳۔ ہشام، محمد بن عبدالملک، سیرت النبیؐ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۵ھ، ۲/۵۹۳

۴۔ احمد شلبی، مقارنۃ الادیان، مکتبہ النہضۃ المصریہ القاہرہ، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۱

۵۔ عبداللہ ملک، تاریخ پاک و ہند، قریشی پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۲۰

۶۔ پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، ص ۱۴۹

۷۔ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دارالصادر، بیروت، س ن، ۷/۳۰۸

۸۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، ۱/۳۰۸

۹۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالمعارف، قاہرہ، س ن، ۳/۱۵۶

۱۰۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۲ھ، ص ۴۷

۱۱۔ لسان العرب، ۲/۴۹۲

۱۲۔ لسان العرب، ۴/۸۵

۱۳۔ حوالہ بالا

۱۴۔ نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب غزوۃ الہند، حامد اینڈ کمپنی لاہور، س ن، ۲/۶۳۳

۱۵۔ المستدرک للحاکم، ۴/۵۳

۱۶۔ ہشام، محمد بن عبدالملک، سیرت النبی، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۵ھ، ۲/۳۹۵

۱۷۔ تاریخ سندھ، ص ۶۵

۱۸۔ اشتیاق حسین قریشی، (مترجم بلال احمد زبیری)، برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، فضل سنز، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۱

۱۹۔ ایضاً، ص ۳

۲۰۔ عرب و ہند کے تعلقات

۲۱۔ حوالہ بالا، ص ۵

۲۲۔ گستاولی بان، ڈاکٹر، (ترجمہ وتوضیحات سید علی بلگرامی)، تمدن عرب، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۳۷ء، ص ۴۵۷

۲۳۔ روزنامہ انجام، کراچی، ۵ مارچ ۱۹۵۶ء

۲۴۔ فتوح البلدان، ص ۴۷۶

۲۵۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۳۲۸ھ، ۱/۴۳۷

۲۶۔ ایضاً، ۲/۱۷۷

۲۷۔ ایضاً ۲/۳۵۴

۲۸۔ ایضاً، ۲/۳۹

۲۹۔ ایضاً، جلد نمبر ۲ اور ۳ دیکھیے

۳۰۔ ایضاً، ۲/۴۴

۳۱۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۲/۴۰۰۔۴۰۱

۳۲۔ ایضاً، ۲/۴۲۳

۳۳۔ ایضاً تفصیل سے جلد ۳، ص ۲۹ و مابعد دیکھیے

۳۴۔ تاریخ طبری، ۵/۴۵۷

۳۵۔ طبقات (ابن سعد) ۵/۱۶۵

۳۶۔ سہ ماہی فکر ونظر، ماہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۸

۳۷۔ قاضی اطہر مبارک پوری، ہندوستان میں عرب حکومتیں، پروگریسو بکس لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۷ و مابعد

۳۸۔ اعجاز الحق قدوسی، تاریخ سندھ، مرکزی اردو بورڈ، لاہور ۱۹۷۶ء، ۱/۳۴

۳۹۔ ابن کثیر، عمادالدین، البدایہ والنہایہ، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۷ء، ۶/۲۲۳

۴۰۔ محمد اسماعیل ذبیح، برصغیر میں مسلمانوں کے عروج وزوال کا آئینہ، علوی پبلیکیشنز کراچی، ۱۹۸۹ء، ص ۳۲

۴۱۔ عبدالحمید سندھی، ڈاکٹر، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۸۲

۴۲۔ عبدالحسین زریں کوب، ارزش میراث صوفیہ، طہران، ۱۳۴۴ھ، ص ۲۰۳

۴۳۔ لطیف اللہ، پروفیسر۔ تصوف اور سریت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۲۰۰

۴۴۔ چشتی، یوسف سلیم، تاریخ تصوف۔ دارالکتاب، لاہور، س ن، ص ۱۴۰
۴۵۔ تاریخ التصوف الاسلامی، ص ۵۲
۴۶۔ پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص ۸۲
۴۷۔ صباح الدین عبدالرحمٰن، مجالس صوفیاء، مجلس نشریات اسلامی، کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۸۲
۴۸۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۱۴۵
۴۹۔ سیر الاولیاء، ص ۵۵
۵۰۔ نظامی، خلیق احمد۔ تاریخ مشائخ چشت۔ ادارہ ادبیات، دلی، ۱۹۸۰ء، ۱/۱۸۲ و مابعد
۵۱۔ التربیۃ بین الصوفیین والسلفیین، ص ۲۴۷
۵۲۔ عبیداللہ فلاحی، تاریخ دعوت و جہاد، فضل سنز کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۴۷
۵۳۔ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۴، ص ۲۲۲
۵۴۔ اسلام کی زندہ تحریک چشت، ص ۸۱۔ ۹۱
۵۵۔ انعام الحق۔ تذکرہ صوفیائے بنگال، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۱۲
۵۶۔ سلیمان ندوی، نقوش سلیمانی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی، ۱۹۶۷، ص ۸۳
۵۷۔ تذکرہ صوفیائے موات، ص ۳۷
۵۸۔ تاریخ مشائخ چشت، ص ۱۸۵۔ ۱۸۶
۵۹۔ التوبہ ۹:۱۳
۶۰۔ ایضاً، ۹:۴۳
۶۱۔ البقرہ ۲:۲۸۶ ۶۲۔ توحید خالص، ص ۱۴۶
۶۳۔ آل عمران ۳:۱۱۰